www.KitaboSunnat.com
7
سلسلة خدمة الحدیث النبوی
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ النساء ۸۰
معجم صغیر
تالیف
ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی المتوفی ۳۶۰ھ
ترجمہ
عبد الصمد ریالوی
فوائد
فاروق رفیع
حافظ محمد فہد
تخریج
حافظ عبد الشکور ترمذی
انصار السنہ
پبلیکیشنز لاہور

7
سلسلة خدمة الحديث النبوی
مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ النسآء ۸۰
مُعجم صغیر
تالیف
ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی المتوفی ۳۶۰ھ
ترجمہ
عبد الصمد ریالوی
فوائد
فاروق رفیع
حافظ محمد فہد
تخریج
حافظ عبد الشکور ترمذی
انصار السنۃ
پبلیکیشنز لاہور
اسلامی اکادمی ۱۷- الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
042-37357587

نام کتاب: معجم صغیر

تالیف ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی المتوفی ۳۶۰ھ

ترجمہ عبد الصمد ریالوی تخریج حافظ عبد الشکور ترمذی

فوائد فاروق رفیع حافظ محمد فہد

اہتمام: محمد رمضان محمدی محمد سلیم جلالی

ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی ۱۷-الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7357587

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

هٰـذَا الْاَمْـرَ فَلَا تَـمْـنَـعُـوْا اَحَـدًا طَـافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ اَنْ يُّصَلِّيَ اَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ وَنَهَارٍ .))

''سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبد مناف، اے بنی عبد المطلب! اگر تم اس معاملہ کے ذمہ دار بنو تو خانہ کعبہ کا طواف کرنے والے کسی شخص کو رات اور دن کے کسی حصہ میں نماز پڑھنے سے منع نہ کرنا۔''

امام طبرانی اس کی شرح کرتے لکھتے ہیں:

"يعني الركعتين بعد الطواف السبع ان يصلى بعد صلاة الصبح قبل طلوع الشمس وبعد صلاة العصر قبل غروب الشمس وفي كل النهار ." (معجم صغير ص ۱۲)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سات چکر طواف کے بعد کی دو رکعتوں سے ہے کہ وہ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد غروب سے پہلے اور اسی طرح دن کے ہر حصہ میں پڑھی جاسکتی ہیں یعنی ممنوع ومنہی عنہا اوقات میں بھی ان کو پڑھ لینے میں حرج نہیں ہے۔''

(۴)......انھوں نے بعض حدیثوں کے متعلق شبہات کے جواب دیے ہیں، مثلاً ایک حدیث ہے:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے چار کام کیے اس کو چار چیزیں عطا کی جاتی ہیں، اس کا ذکر کتاب اللہ میں بھی ہے۔

۱:......جس نے اللہ کو یاد کیا اللہ بھی اسے یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرة : ۱۵۲)

''پس تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں گا۔''

۲:......جس نے دعا کی اس کی دعا قبول کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المؤمن : ٦٠)

''مجھ سے دعا کرو میں اسے قبول کروں گا۔''

۳:......شکر کرنے والے پر اللہ مزید فضل وانعام کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراهيم : ۷)

''اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نوازوں گا۔''

(۴)......جو اللہ سے استغفار کرتا ہے، اللہ اس کی مغفرت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾ (نوح : ۱۰)

''اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے۔''

اس حدیث کے سلسلہ میں پہلے انھوں نے بعض لوگوں کے اس شبہ کا ذکر کیا ہے کہ ''ہم لوگ دعائیں کرتے ہیں مگر وہ قبول نہیں ہوتیں'' پھر اس کا جواب یہ دیا ہے کہ:

''گویا یہ اعتراض اللہ پر ہے کیونکہ اس نے کہا ہے اور یقیناً اس کی بات برحق ہے کہ:

﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المؤمن: ٦٠)

''مجھے پکارو! میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا۔''

نیز:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (البقرة: ١٨٦)

''اور جب میرے بندے تم سے میرے متعلق پوچھیں تو (انھیں بتاؤ کہ) میں (ان کے) نزدیک ہوں اور پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔''

مگر اس حقیقت اور مفہوم سے اہل علم اور ارباب بصیرت ہی واقف ہو سکتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں بھی اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ سے مروی ہے کہ:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْا اللّٰهَ بِدَعْوَةٍ اِلَّا اسْتَجَابَ لَهٗ فَهُوَ مِنْ دَعْوَتِهٖ عَلٰى اِحْدٰى ثَلَاثٍ: اِمَّا اَنْ يُعَجِّلَ لَهٗ فِى الدُّنْيَا وَاِمَّا اَنْ تَدَّخِرَ فِى الْاٰخِرَةِ وَاِمَّا اَنْ يَدْفَعَ عَنْهُ مِنَ الْبَلَاءِ مِثْلِهَا .))[1]

''جو مسلمان بھی اللہ سے دعا کرتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کی تین صورتیں ہیں یا تو دنیا ہی میں قبولیت عطا کی جاتی ہے یا اس کی دعا آخرت کے لیے موخر کی جاتی ہے اور ذخیرہ بنتی ہے یا دعا مانگنے والے کی اس طرح کی کوئی مصیبت دفع کر دی جاتی ہے۔''

معجم صغیر کے مطبوعہ ایڈیشن میں مختصر تشریحی حواشی بھی شامل ہیں جن میں نسخوں کے فرق کی توضیح کے ساتھ ساتھ اختلاف متن کی تصحیح، راویوں کے ناموں کی تحقیق، اعراب کی تعیین، لغات کی تشریح، حدیث کے مشکل جملوں کی وضاحت، اختلاف قرأت، ثلاثی حدیثوں کی نشاندہی اور دوسری کتب حدیث سے اس کی حدیثوں کی مطابقت اور غیر مطابقت اور دیگر بحثیں درج ہیں، شارح نے محدثین کے مسلک کی تائید کی ہے، مثلاً سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ .))[2]

---

[1] معجم صغیر، ص: ۲۱۲.
[2] معجم صغیر حواشی، ص: ۲۲.

''رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ فجر اور عصر کے بعد طلوع وغروب آفتاب سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔''

اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''یہ حکم بلا سبب پڑھی جانے والی نفل نمازوں کے بارے میں ہے لیکن فوت شدہ فرائض ونوافل یا کسی وجہ سے پڑھی جانے والی نفل نمازوں کو ان وقتوں میں بھی پڑھنا جائز ہے جیسا کہ متعدد حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے، اس کی تفصیل کے لیے مشہور محدث علامہ شمس الحق عظیم آبادی کے رسالہ ''اعلام اهل العصر باحكام ركعتي الفجر'' کا مطالعہ کرنا چاہیے۔''①

امام طبرانی پر بعض اعتراضات اور ان کا جواب:

امام طبرانی کی عظمت وجلالت کے باوجود ان پر بعض اعتراضات کیے گئے ہیں، ذیل میں دو اعتراضات نقل کیے جاتے ہیں:

(۱)..... پہلا اعتراض ان کے تفرد کے بارے میں ہے، اسماعیل بن محمد بن فضل تیمی نے ان کے افراد وغرائب پر مشتمل حدیثوں کو جمع کرنے پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان حدیثوں میں نکارت پائی جاتی ہے اور یہ موضوع اور طعن وقدح سے خالی نہیں ہیں۔

(۲)..... ان پر وہم وخطا اور نسیان کا بھی الزام عائد کیا گیا ہے، اس کی مثال یہ دی گئی ہے کہ انھوں نے مغازی وسیر کے باب میں مصر کے احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم برقی سے روایت کی ہے، اس نام میں ان کو وہم ہوا ہے، اصل میں راوی احمد کے بجائے ان کے بھائی عبدالرحیم ہیں کیونکہ احمد طبرانی کے مصر جانے سے دس سال پہلے ہی انتقال کر چکے تھے۔

ابن مندہ نے بھی اس کی وجہ سے ان پر طعن کیا ہے اور ابوبکر بن مردویہ نے اسی بنا پر انھیں ''لین'' قرار دیا ہے، ان کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ طبرانی کی جانب سے صاف نہ تھے، ابن مردویہ کی جانب سے خفگی کی ایک وجہ یہ بھی منقول ہے کہ انھوں نے بغداد جا کر جب ان حدیثوں کی تحقیق وتفتیش کی جن کو ان سے طبرانی نے ادریس سے اور ادریس نے یزید بن ہارون سے اور انھوں نے روح بن عبادہ کے واسطہ سے بیان کیا تھا تو انھیں، بہت کم حدیثوں کا پتہ چلا، علاوہ ازیں یہ معلوم ہوا کہ اہل بغداد کے نزدیک ادریس کا پایہ بلند نہ تھا، اس لیے وہ ان سے زیادہ حدیثیں روایت نہیں کرتے تھے مگر امام طبرانی کے نزدیک ادریس مغتنم لوگوں میں سے تھے۔

اسی نوعیت کا ایک اور اعتراض حاکم نے علوم الحدیث میں تحریر کیا ہے کہ ابوعلی نیشا پوری امام طبرانی کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے، اس کا سبب یہ تھا کہ طبرانی نے شعبہ کی ایک حدیث بیان کی اور کہا کہ یہ ان کو غندر اور شبابہ

① ایضاً حواشی، ص: ۲۲.